آئینۂ حیرت

از

(جناب حیرت شملوی)

نام جس چیز کا مسیحائی ہے
اب کہاں اُس کی پذیرائی ہے

اُن سے کیا کہیے کہ جن کے نزدیک
ضعف کا نام توانائی ہے

مسلکِ عشق سے روگردانی
کون سی دانش و دانائی ہے

کچھ بھروسے کے بھی قابل ہیں وہ بت؟
آپ کی جن سے شناسائی ہے

اُن سے ملنے میں مسرت تو کہاں
اور اندیشۂ رسوائی ہے

اک کلی بھی تو چمن کی نہ کھلی
لوگ کہتے ہیں بہار آئی ہے

ایک بیمار بھی اچھا نہ ہوا
کیا یہی ان کی مسیحائی ہے

اک تلاطم ہی ہوا ہے برپا
موج جب موج سے ٹکرائی ہے

اُن کے دل سے کوئی پوچھے کہ جنھیں
صبح بھی شام نظر آئی ہے

ہم کسی داد کے قابل تو کہاں
آپ کی حوصلہ افزائی ہے

آپ ہی کہئے کہ حیرت کی غزل
کیا فقط قافیہ پیمائی ہے